بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

خلاصہ قرآن (پارہ نمبر:1)

پہلے سپارے میں دوسورتیں ہیں: ① سورۃ الفاتحہ ② سورۃ البقرۃ

سورۃ الفاتحہ کا خلاصہ

سورۃ الفاتحہ کی فضیلت:

سورۃ الفاتحہ پہلی سورت ہے جو مکمل نازل ہوئی، اور مکہ مکرمہ میں نبوت کے ابتدائی اور دعوت کے خفیہ دور میں نازل ہوئی۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ مَا أُنْزِلَتْ فِي التَّوْرَاةِ وَلَا فِي الْإِنْجِيلِ وَلَا فِي الزَّبُورِ وَلَا فِي الفُرْقَانِ مِثْلُهَا

اللہ کی قسم! اس جیسی سورت نہ تورات میں نازل ہوئی، نہ انجیل میں نہ زبور میں اور نہ ہی فرقان میں۔

صحیح۔سنن الترمذی:2875

- ایک حدیث میں اسے ام القرآن کا لقب دیا گیا ہے۔

أُمُّ القُرْآنِ هِيَ السَّبْعُ المَثَانِي وَالقُرْآنُ العَظِيمُ

صحیح البخاری:4427

- اسے سورۃ شفا بھی کہا جاتا ہے۔ کسی بھی بیماری میں یہ پڑھ کر دم کیا جائے تو ضرور شفا ہوگی۔
- اسے سورۃ دعا بھی کہتے ہیں، کیونکہ یہ پڑھ کر جو دعا کی جائے قبول ہوتی ہے۔ ایک فرشتے نے آکر کہا اللہ کے نبی آپ کو دونور مبارک ہوں: اور وہ سورۃ فاتحہ اور سورۃ البقرۃ ہیں۔

صحیح مسلم:904

- دنیا کا سب سے چھوٹا عمل جو ثواب میں سب سے بڑھ کر ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

إِذَا أَمَّنَ الإِمَامُ، فَأَمِّنُوا، فَإِنَّهُ مَنْ وَافَقَ تَأْمِينُهُ تَأْمِينَ المَلاَئِكَةِ غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ

جب امام آمین کہے تو تم بھی آمین کہو، کیونکہ جس کی آمین فرشتوں کی آمین کے موافق ہوگئی، اس کے سابقہ گناہ بخش دیئے جاتے ہیں۔

صحیح البخاری:780

قرآن مجید پڑھنے والے جانتے ہیں کہ پہلا سپارہ سورۃ فاتحہ کے بعد سورۃ بقرہ سے شروع ہوتا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ سورۃ فاتحہ دراصل قرآن مجید کا مقدمہ یا خلاصہ ہے جس میں قرآن مجید کے تمام مضامین کو اختصار کے ساتھ بیان کر دیا گیا ہے اور اس سے بھی درست بات یہ ہے کہ سورہ فاتحہ بندے کی طرف سے اللہ کے حضور میں دعا ہے۔ جس میں انسان اپنے رب کے حضور عرض کرتا ہے: اھدنا الصراط المستقیم صراط ۔۔۔ ہمیں سیدھا راستہ دکھا، ان لوگوں کا راستہ جن پر تونے انعام کیا، نہ کہ جن پر تیرا غضب نازل ہوا اور نہ وہ جو گمراہ ہوئے۔ یعنی بندہ اپنے رب سے سیدھا راستہ مانگ رہا ہے۔ جو انسان کو اس کے مالک تک پہنچا دے، اور جس پر چلنے والوں پر اللہ تعالیٰ خوش ہوتا ہے اور انھیں اپنے انعامات سے نوازتا ہے، اس کے علاوہ انسان ان لوگوں کے راستے اور طریقے سے اللہ کی پناہ مانگتا ہے جو گمراہ ہوئے، جو اپنی سرکشیوں کی وجہ سے اللہ کے غضب کے مستحق قرار پائے اور میں دنیا میں ہی اللہ کے عذاب کا شکار ہوئے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندے کی یہ دعا قبول کرتے ہوئے اسے قرآن کی صورت میں راہ ہدایت دی، دعا قبول کرتے ہوئے اللہ نے ارشاد فرمایا:

ذَٰلِكَ الْكِتَابُ لَا رَيْبَ فِيهِ هُدًى لِلْمُتَّقِينَ

یہ وہ کتاب ہے جس میں کوئی شک نہیں، پرہیز گاروں کے لئے ہدایت ہے۔

مزید انسان نے جن لوگوں کے راستے سے اللہ کی پناہ مانگی تھی ان کی تفصیل بیان کی تا کہ انسان ان کی روش پر چلنے سے بچ سکے۔ سورۃ البقرہ میں یہود کی کارستانیاں بیان کیں، جو مغضوب علیھم ہیں اور اگلی سورۃ آل عمران میں عیسائیوں کا تفصیل سے تذکرہ کیا، جو الضالین یعنی گمراہ ہوئے۔ چونکہ انسان صراط مستقیم پر اسی صورت چل سکتا ہے جب وہ غلط راستوں سے اجتناب کرتا ہے اس لئے مغضوب علیھم اور الضالین کے راستوں کی وضاحت کے بعد سورۃ النساء میں صراط الذین انعمت علیھم کی تفصیل بیان کی، فرمایا:

وَمَنْ يُطِعِ اللَّهَ وَالرَّسُولَ فَأُولَئِكَ مَعَ الَّذِينَ أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ مِنَ النَّبِيِّينَ وَالصِّدِّيقِينَ وَالشُّهَدَاءِ وَالصَّالِحِينَ وَحَسُنَ أُولَئِكَ رَفِيقًا (النساء:69

اور جو شخص اللہ اور اس کے رسول کا فرمانبردار ہوں تو ایسے لوگ ان کے ساتھ ہوں گے جن پر اللہ تعالیٰ نے انعام کیا جو نبیوں، صدیقوں، شہیدوں اور صالحوں میں سے ہیں، اور یہ رفیق کیسے اچھے ہیں۔

یعنی جو شخص صراط مستقیم پر چلنا چاہتا ہے تو وہ یہود و نصاریٰ کے طریقے پر چلنے سے پرہیز کر کے انبیاء، صدیقین، شہداء اور اولیاء کے راستے پر چلنے کی کوشش کرے، تو یقیناً وہ صراط مستقیم پالے گا۔

سورۃ البقرۃ کا خلاصہ

سورۃ البقرۃ کی فضیلت:

نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

إِنَّ الشَّيْطَانَ يَنْفِرُ مِنَ الْبَيْتِ الَّذِي تُقْرَأُ فِيهِ سُورَةُ الْبَقَرَةِ

یقیناً شیطان اس گھر سے بھاگتا ہے، جس میں سورۃ البقرۃ کی تلاوت کی جائے۔

صحیح مسلم:212

○علمائے کرام فرماتے ہیں کہ اس سورت میں ایک ہزار خبر، ایک ہزار احکام، ایک ہزار حرام اور ممنوع چیزوں کا تذکرہ موجود ہے۔

تفسیر ابن کثیر

○زمانہ نزول: یہ سورت ہجرت مدینہ کے فوراً بعد مدینہ میں نازل ہوئی۔

○مرکزی مضمون: سورت کا جتنا حصہ پہلے پارے میں بیان ہوا ہے اس میں دو باتیں بیان ہوئی ہیں:

مقدمہ: جس میں صراط مستقیم پر چلنے والوں کے اعتبار سے انسانوں کی تین قسمیں بیان کی گئی ہیں:

① مؤمنین ② کافرین ③ منافقین۔

○مؤمنین کی صفات بیان کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

الَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِالْغَيْبِ وَيُقِيمُونَ الصَّلَاةَ وَمِمَّا رَزَقْنَاهُمْ يُنْفِقُونَ وَالَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِمَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ وَمَا أُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ وَبِالْآخِرَةِ هُمْ يُوقِنُونَ أُولَئِكَ عَلَى هُدًى مِنْ رَبِّهِمْ وَأُولَئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ (سورة البقرة:5/3

وہ جو بن دیکھے ایمان لاتے ہیں اور نماز قائم کرتے ہیں اور جو کچھ ہم نے انہیں دیا ہے اس میں سے خرچ کرتے ہیں۔ اور جو ایمان لاتے ہیں اس پر جو اتارا گیا آپ پر، اور جو اس سے پہلے اتارا گیا اور آخرت پر بھی وہ یقین رکھتے ہیں۔ وہی لوگ اپنے رب کی طرف سے راستے پر ہیں اور وہی نجات پانے والے ہیں۔

○ کافروں کی صفات بیان کرتے ہوئے فرمایا:

خَتَمَ اللَّهُ عَلَى قُلُوبِهِمْ وَعَلَى سَمْعِهِمْ وَعَلَى أَبْصَارِهِمْ غِشَاوَةٌ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ(سورة البقرة:7

اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں اور کانوں پر مہر لگا دی ہے اور ان کی آنکھوں پر پردہ ہے اور ان کے لیے بڑا عذاب ہے۔

یعنی کافر وہ ہیں جو حق کو سننے اور دیکھ لینے کے بعد بھی ماننے سے انکاری ہیں اور انہوں نے اپنی آنکھ، کان اور دل کو حق سے بند کر رکھا ہے۔ لہٰذا وہ کیونکر ہدایت پا سکتے ہیں۔

○ اور منافقوں کے بارے میں فرمایا:

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَقُولُ آمَنَّا بِاللَّهِ وَبِالْيَوْمِ الْآخِرِ وَمَا هُمْ بِمُؤْمِنِينَ يُخَادِعُونَ اللَّهَ وَالَّذِينَ آمَنُوا وَمَا يَخْدَعُونَ إِلَّا أَنْفُسَهُمْ وَمَا يَشْعُرُونَ (سورة البقرة: 9/8

اور لوگوں میں سے کچھ وہ ہیں جو کہتے ہیں ہم اللہ پر اور آخرت کے دن پر ایمان لائے، حالانکہ وہ ہرگز مؤمن نہیں۔ اللہ سے دھوکا بازی کرتے ہیں اور ان لوگوں سے جو ایمان لائے، حالانکہ وہ اپنی جانوں کے سوا کسی کو دھوکا نہیں دے رہے اور وہ شعور نہیں رکھتے۔

منافق دراصل مفاد پرست لوگ ہوتے ہیں، انہیں حق یا جھوٹ سے کوئی تعلق نہیں ہوتا، وہ محض اپنا دنیوی مفاد دیکھتے ہیں، انہیں جہاں بھی اپنا مفاد پورا ہوتا ہوا دکھائی دے وہ وہاں چل پڑتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے متعلق فرمایا:

إِنَّ الْمُنَافِقِينَ فِي الدَّرْكِ الْأَسْفَلِ مِنَ النَّارِ (سورة النساء: 145

یقیناً منافقین جہنم کے سب سے نچلے گھڑے میں ہوں گے۔

انسانوں کی اس تقسیم کا مطلب یہ ہے کہ اگر آپ ہدایت چاہتے ہیں تو آپ کو مؤمنین والی صفات اپنانا ہوں گی، اور کافروں اور منافقوں کی کرتوتوں سے پرہیز کرنا ہوگا۔

○ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے تمام انسانوں کو مخاطب کر کے اپنی عبادت کرنے کا حکم دیا، جو انسان کی پیدائش کا مقصد ہے اور شرک سے منع فرمایا:

يَا أَيُّهَا النَّاسُ اعْبُدُوا رَبَّكُمُ الَّذِي خَلَقَكُمْ وَالَّذِينَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ الَّذِي جَعَلَ لَكُمُ الْأَرْضَ فِرَاشًا وَالسَّمَاءَ بِنَاءً وَأَنْزَلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فَأَخْرَجَ بِهِ مِنَ الثَّمَرَاتِ رِزْقًا لَكُمْ فَلَا تَجْعَلُوا لِلَّهِ أَنْدَادًا وَأَنْتُمْ تَعْلَمُونَ (سورة البقرة: 22/21

اے لوگو! اپنے رب کی عبادت کرو جس نے تمہیں پیدا کیا اور ان لوگوں کو بھی جو تم سے پہلے تھے، تاکہ تم بچ جاؤ۔ جس نے تمہارے لیے زمین کو بچھونا اور آسمان کو چھت بنایا اور آسمان سے پانی اتارا، پھر اس کے ساتھ کئی طرح کے پھل تمہاری روزی کے لیے پیدا کیے، سو اللہ کے لیے کسی قسم کے شریک نہ بناؤ، جب کہ تم جانتے بھی ہو۔

انسان سے پہلے زمین کی حکومت جنوں کے پاس تھی، جب انہوں نے سرکشی اور بغاوت کی انتہا کر دی تو اللہ تعالیٰ نے انسان کو پیدا کیا اور زمین کی حکومت چھین کر انسان کو خلیفہ فی الارض بنا دیا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے فرشتوں اور جنوں کے سردار ابلیس کو حکم دیا کہ وہ آدم علیہ السلام کو سجدہ کریں، سب نے سجدہ کیا مگر ابلیس نے اپنے تکبر اور انسان کے مقام ومرتبہ سے حسد کے سبب آدم علیہ السلام کو سجدہ کرنے سے انکار کر دیا تو اللہ تعالیٰ نے اسے اپنے دربار سے دھدکار دیا۔ جب اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کی تربیت کے لیے انہیں چند دن کے لیے جنت میں رکھا تو ابلیس نے آدم علیہ السلام اور ان کی بیوی سیدہ حوا علیہا السلام کو بہکا کر اللہ کی نافرمانی پر آمادہ کر لیا:

وَقُلْنَا يَا آدَمُ اسْكُنْ أَنْتَ وَزَوْجُكَ الْجَنَّةَ وَكُلَا مِنْهَا رَغَدًا حَيْثُ شِئْتُمَا وَلَا تَقْرَبَا هَذِهِ الشَّجَرَةَ فَتَكُونَا مِنَ الظَّالِمِينَ (سورة البقرة:35

اور ہم نے کہا اے آدم! تو اور تیری بیوی جنت میں رہو اور دونوں اس میں سے کھلا کھاؤ جہاں سے چاہو اور تم دونوں اس درخت کے قریب نہ جانا ورنہ تم دونوں ظالموں سے ہو جاؤ گے۔

آج بھی شیطان کے بہکانے کا انداز یہی ہے۔ دیکھیں دنیا میں اللہ تعالیٰ نے بے شمار نعمتیں انسان کے لیے پیدا کی ہیں، سب حلال ہیں، چند ایک حرام قرار دی گئی ہیں، لیکن شیطان کے بہکاوے میں آنے والے لوگ آج بھی حلال کو چھوڑ کر حرام کا ارتکاب کرتے ہیں، اسی لیے اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو زمین پر بھیجتے ہوئے بطور نصیحت فرمایا:

قُلْنَا اهْبِطُوا مِنْهَا جَمِيعًا فَإِمَّا يَأْتِيَنَّكُمْ مِنِّي هُدًى فَمَنْ تَبِعَ هُدَايَ فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ وَالَّذِينَ كَفَرُوا وَكَذَّبُوا بِآيَاتِنَا أُولَئِكَ أَصْحَابُ النَّارِ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ (البقرة:38/39

ہم نے کہا سب کے سب اس سے اتر جاؤ، پھر اگر کبھی تمہارے پاس میری طرف سے واقعی کوئی ہدایت آ جائے تو جو میری ہدایت کی پیروی کرے گا سو ان پر نہ کوئی خوف ہے اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔ اور جنہوں نے کفر کیا اور ہماری آیات کو جھٹلایا یہ لوگ آگ والے ہیں، وہ اس میں ہمیشہ رہنے والے ہیں۔

یاد رکھیں! حلال چیزیں انسان کے لیے مفید ہیں اور حرام کردہ چیزیں اسی لیے حرام قرار دی گئی ہیں کہ وہ انسان کے لیے نقصان دہ تھیں۔ لہٰذا ہمیں حلال چیزیں استعمال کرنی چاہئیں اور حرام سے اجتناب کرنا چاہیے۔

اللہ تعالیٰ نے ہر زمانے اور وقت میں ایک قوم کو ممتاز کیا اور عملاً اسے خلافت عطاء کی، جب وہ دین کا راستہ چھوڑ دیتی تب اللہ تعالیٰ اسے ہلاک کر کے یہ منصب اگلی قوم کے سپرد کر دیتا۔ بالآخر سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی

اولاد کو یہ منصب عطاء کیا گیا، پہلے آپ کے بیٹے اسحاق علیہ السلام کی اولاد بنی اسرائیل کو یہ منصب عطاء کیا، انہیں نبوت بھی دی اور حکومت بھی، لیکن جب انہوں نے فرمانبرداری کی بجائے نافرمانیوں کی حد کردی، تب اللہ تعالیٰ نے یہ منصب سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے دوسرے بیٹے سیدنا اسماعیل علیہ السلام کی اولاد یعنی جناب محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی امت کو عطا فرمایا۔ پہلے پارے کے آخر تک یہی روداد بیان کی گئی ہے۔اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل پر بے پناہ انعامات کی بارش کی، انھیں بے شمار مادی اور روحانی نعمتوں سے سرفراز کیا، لیکن ان کی طرف سے ہمیشہ اللہ کی نافرمانی، سرکشی اور انبیاء کے ساتھ دشمنی اور عداوت والا رویہ اختیار کیا گیا، ان کو درست راستے پر چلانے کے لئے کئی طرح کے آسمانی اور زمینی عذاب نازل کئے، اس میں اللہ تعالیٰ نے ان پر اپنے بے شمار انعامات کا تذکرہ کیا، ان کے ساتھ ان کی سرکشیوں اور نافرمانیوں کا ذکر کیا، اللہ نے انھیں فرعون جیسے ظالم حکمران سے انھیں نجات عطا فرمائی اور انھیں تورات جیسی عظیم کتاب عنایت فرمائی لیکن انھوں نے اللہ تعالیٰ کو اپنا خالق ماننے سے انکار کردیا اور اللہ کے مقابلے میں بچھڑے کو معبود بنالیا:

وَإِذْ قَالَ مُوسَى لِقَوْمِهِ يَا قَوْمِ إِنَّكُمْ ظَلَمْتُمْ أَنْفُسَكُمْ بِاتِّخَاذِكُمُ الْعِجْلَ فَتُوبُوا إِلَى بَارِئِكُمْ فَاقْتُلُوا أَنْفُسَكُمْ ذَلِكُمْ خَيْرٌ لَكُمْ عِنْدَ بَارِئِكُمْ فَتَابَ عَلَيْكُمْ إِنَّهُ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيمُ وَإِذْ قُلْتُمْ يَا مُوسَى لَنْ نُؤْمِنَ لَكَ حَتَّى نَرَى اللَّهَ جَهْرَةً فَأَخَذَتْكُمُ الصَّاعِقَةُ وَأَنْتُمْ تَنْظُرُونَ (البقرة:54/55

اور جب موسیٰ نے اپنی قوم سے کہا اے میری قوم! بے شک تم نے بچھڑے کو اپنے پکڑنے کے ساتھ اپنی جانوں پر ظلم کیا ہے، سو تم اپنے پیدا کرنے والے کی طرف توبہ کرو، سو اپنے آپ کو قتل کرو، یہ تمہارے لیے تمہارے پیدا کرنے والے کے نزدیک بہتر ہے، تو اس نے تمہاری طرف توبہ قبول کر لی، بے شک وہی بہت توبہ قبول کرنے والا، نہایت رحم والا ہے۔ اور جب تم نے کہا اے موسیٰ! ہم ہرگز تیرا یقین نہ کریں گے، یہاں تک کہ ہم اللہ کو کھلم کھلا دیکھ لیں، تو تمہیں بجلی نے پکڑ لیا اور تم دیکھ رہے تھے۔

○ اللہ تعالیٰ نے سفر ہجرت میں انھیں بغیر کسی محنت کے من وسلویٰ عطا فرمایا، مگر انھوں نے اللہ تعالی کی ناشکری کرتے ہوئے اللہ کی نعمت کو ٹھکرا کر دال اور پیاز وغیرہ کا مطالبہ کر دیا:

وَإِذْ قُلْتُمْ يَا مُوسَى لَنْ نَصْبِرَ عَلَى طَعَامٍ وَاحِدٍ فَادْعُ لَنَا رَبَّكَ يُخْرِجْ لَنَا مِمَّا تُنْبِتُ الْأَرْضُ مِنْ بَقْلِهَا وَقِثَّائِهَا وَفُومِهَا وَعَدَسِهَا وَبَصَلِهَا قَالَ أَتَسْتَبْدِلُونَ الَّذِي هُوَ أَدْنَى بِالَّذِي هُوَ خَيْرٌ اهْبِطُوا مِصْرًا فَإِنَّ لَكُمْ مَا سَأَلْتُمْ وَضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الذِّلَّةُ وَالْمَسْكَنَةُ وَبَاءُوا بِغَضَبٍ مِنَ اللَّهِ ذَلِكَ بِأَنَّهُمْ كَانُوا يَكْفُرُونَ بِآيَاتِ اللَّهِ وَيَقْتُلُونَ النَّبِيِّينَ بِغَيْرِ الْحَقِّ ذَلِكَ بِمَا عَصَوْا وَكَانُوا يَعْتَدُونَ (سورة البقرة:61

اور جب تم نے کہا اے موسیٰ! ہم ایک کھانے پر ہرگز صبر نہ کریں گے، سو ہمارے لیے اپنے رب سے دعا کر، وہ ہمارے لیے کچھ ایسی چیزیں نکالے جو زمین اپنی ترکاری، اپنی ککڑی، اپنی گندم، اپنے مسور، اور اپنے پیاز میں گاتی ہے۔ فرمایا: کیا تم وہ چیز جو کمتر ہے، اس چیز کے بدلے مانگ رہے ہو جو بہتر ہے، کسی شہر میں جا اترو تو یقیناً تمہارے لیے وہ کچھ ہوگا جو تم نے مانگا، اور ان پر ذلت اور محتاجی مسلط کر دی گئی اور وہ اللہ کی طرف سے بھاری غضب کے ساتھ لوٹے۔ یہ اس لیے کہ وہ اللہ کی آیات کے ساتھ کفر کرتے اور نبیوں کو ناحق قتل کرتے تھے، یہ اس لیے کہ انہوں نے نافرمانی کی اور وہ حد سے گزرتے تھے۔

○ اللہ تعالیٰ نے یہودیوں کو جمعہ کے دن خاص عبادت کرنے کا حکم دیا جس طرح ہم کرتے ہیں لیکن وہ اتنے سرکش تھے کہ انھوں نے جمعہ کے دن عبادت کرنے سے انکار کر دیا اور کہا کہ ہم ہفتے کے دن کریں گے یعنی انھوں نے عہد کر لیا تھا کہ اللہ کی بات نہیں مانی، تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: چلو ہفتہ کے دن عبادت کرو، مگر اس دن کوئی دنیوی کام نہیں کرنا، وہ لوگ مچھلیوں کا کاروبار کرتے تھے، انھوں نے یہ حیلہ کیا کہ دریا کے کنارے بڑے بڑے تلاب بنا لیے، ہفتے کے دن دریا کا پانی اپنے تالابوں کی طرف کر دیتے، پانی کے ساتھ مچھلیاں بھی چلی جاتیں، تو پیچھے سے بند کر دیتے اور اتوار کی صبح تلابوں میں بند کی ہوئی مچھلیاں پکڑ لیتے یعنی انہوں نے حیلہ کے ذریعے اللہ کے حکم کو توڑا تو اللہ تعالیٰ نے انہیں خنزیر اور بندر بنا دیا:

وَلَقَدْ عَلِمْتُمُ الَّذِينَ اعْتَدَوْا مِنْكُمْ فِي السَّبْتِ فَقُلْنَا لَهُمْ كُونُوا قِرَدَةً خَاسِئِينَ (سورة البقرة: 65

اور بلاشبہ یقیناً تم ان لوگوں کو جان چکے ہو جو تم میں سے ہفتے کے دن میں حد سے گزر گئے تو ہم نے ان سے کہا ذلیل بندر بن جاؤ۔

آج ہمارے بہت سارے لوگ مختلف حیلوں اور بہانوں سے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ وہ درست کر رہے ہیں، ایسے لوگوں کو یہود کے انجام سے عبرت پکڑنی چاہیے۔

○ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے گائے والا مشہور واقعہ بیان کیا، جس کی وجہ سے اس سورت کا نام البقرہ ہے۔ تاریخی کتب میں اس کی تاریخ یہ بیان کی گئی ہے کہ ایک شخص بہت مالدار تھا، اور اس کی اولاد میں صرف ایک بیٹی تھی، اس کے نوجوان بھتیجے نے لالچ میں آ کر رات میں اپنے چچا کو قتل کر دیا، اس کا مقصد یہ تھا کہ اس کا مال بھی میرے قبضے میں آ جائے گا، بیٹی بھی میرے تابع ہو جائے اور بعد میں اس سے شادی کر لوں گا۔ قتل کرنے کے بعد شیطان نے اسے مزید مال کمانے کا طریقہ بتایا تو اس نے رات کو چچا کی لاش کو اٹھایا اور اپنے مخالف قبیلے کے علاقے میں پھینک دیا، صبح ہوئی تو اس نے شور مچایا، لامحالہ لاش مخالف قبیلے

کے علاقے سے ملی، تواس نے فٹ سے انہیں پر قتل کر الزام لگا دیا اور دیت کا مطالبہ کر دیا۔ وہ لوگ سیدنا موسیٰ علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اپنی بے گناہی کا واویلا کیا۔ سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے اللہ سے آرزو کی چونکہ دونوں کے پاس کوئی گواہ اور دلیل بھی نہیں تھی اور اگر اللہ وحی کے ذریعے حقیقت بتا دیتا تو مدعی قبیلہ نے فوراً موسیٰ علیہ السلام پر جانب داری کا الزام لگا دینا تھا اس لئے اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت سے معجزانہ طور پر اس کا فیصلہ کرنے اور حقیقت کھولنے کا پروگرام بنایا، مزید اس کا مقصد ان کا عقیدہ آخرت درست کرنا تھا:

وَإِذْ قَالَ مُوسَى لِقَوْمِهِ إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُكُمْ أَنْ تَذْبَحُوا بَقَرَةً قَالُوا أَتَتَّخِذُنَا هُزُوًا قَالَ أَعُوذُ بِاللَّهِ أَنْ أَكُونَ مِنَ الْجَاهِلِينَ (سورة البقرة:67

اور جب موسیٰ نے اپنی قوم سے کہا بے شک اللہ تمہیں حکم دیتا ہے کہ ایک گائے ذبح کرو، انہوں نے کہا کیا تو ہمیں مذاق بناتا ہے؟ کہا میں اللہ کی پناہ پکڑتا ہوں کہ میں جاہلوں سے ہو جاؤں۔

اس کا مطلب یہ ہے کہ دین کے مسائل کے معاملے میں ہنسی مذاق کرنا جاہل لوگوں کا کام ہے دین کو ہمیشہ سنجیدگی سے لینا چاہئے۔ جب موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ اللہ کا یہی حکم ہے اور حقیقت ظاہر کرنے کا یہی طریقہ ہے تو وہ اتنی پریشانی کے باوجود اپنی عادت بد سے باز نہ آئے اور کہنے لگے وہ کوئی عام گائے تو نہیں ہوسکتی، لازمی کوئی خاص گائے ہوگی اس لئے اس کی عمر بتائیں، موسیٰ علیہ السلام نے عمر بتادی تو کہنے لگے، اس کا رنگ بھی بتائیں جب رنگ بتا دیا گیا تو کہنے لگے کوئی اور نشانی بھی بتائیں، جب وہ بھی بتادی تب مجبور ہو کر ماننے پر آمادہ ہوئے اور کہا:

الْآنَ جِئْتَ بِالْحَقِّ فَذَبَحُوهَا وَمَا كَادُوا يَفْعَلُونَ (سورة البقرة:71

اب تو صحیح بات لایا ہے۔ سو انہوں نے اسے ذبح کیا اور وہ قریب نہ تھے کہ کرتے۔

حالانکہ اللہ تعالیٰ نے کوئی بھی پابندی نہیں لگائی تھی اس لئے کوئی بھی گائے ذبح کر دیتے تو کام ہو جاتا۔ آج بھی بہت سارے ایسے لوگ ہیں جو عالم سے مسئلہ پوچھتے ہوئے کہتے ہیں کہ جی ایسی ایسی حدیثیں لائیں تب مانیں گے، تو یہ یہودیوں کا طریقہ ہے مسلمانوں کا طریقہ نہیں ہے، اسلام کا جو بھی حکم جس انداز سے بھی ہو ہمیں چاہیے کہ فوراً مان لیں۔ جب گائے ذبح کی اور اس کے گوشت کا ایک ٹکڑا بعض مفسرین نے لکھا ہے کہ زبان کا ایک ٹکڑا میت کے جسم کے ساتھ لگایا تو اس نے خود بول کر اپنے قاتل کے بارے میں بتا دیا۔ اتنا بڑا معجزہ دیکھ لینے کے بعد انھیں چاہئے تھا کہ دین کے معاملے میں ان کے دل نرم ہو جاتے ہیں اور موسیٰ علیہ السلام کی اطاعت کرنے لگتے، مگر ان کے دل مزید سخت ہو گئے:

ثُمَّ قَسَتْ قُلُوبُكُمْ مِنْ بَعْدِ ذَلِكَ فَهِيَ كَالْحِجَارَةِ أَوْ أَشَدُّ قَسْوَةً وَإِنَّ مِنَ الْحِجَارَةِ لَمَا يَتَفَجَّرُ مِنْهُ الْأَنْهَارُ وَإِنَّ مِنْهَا لَمَا يَشَّقَّقُ فَيَخْرُجُ مِنْهُ الْمَاءُ وَإِنَّ مِنْهَا لَمَا يَهْبِطُ مِنْ خَشْيَةِ اللَّهِ وَمَا اللَّهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُونَ(سورة البقرة:74

پھراس کے بعد تمہارے دل سخت ہو گئے تو وہ پتھروں جیسے ہیں، یا سختی (ان سے بھی) بڑھ کر ہیں اور بے شک پتھروں میں سے کچھ یقیناً وہ ہیں جن سے نہریں پھوٹ نکلتی ہیں اور بے شک ان سے کچھ وہ ہیں جو پھٹ جاتے ہیں، پس ان سے پانی نکلتا ہے اور بے شک ان سے کچھ یقیناً وہ ہیں جو اللہ کے ڈر سے گر پڑتے ہیں اور اللہ اس سے ہرگز غافل نہیں جو تم کر رہے ہو۔

○اس کے علاوہ اللہ نے یہودیوں کے بہت سارے غلط عقائد اور قبیح کاموں کا تذکرہ کیا، اور ان کی نفی کی، افسوس کہ وہ عقائد اور اعمال آج ہمارے مسلمانوں میں بھی موجود ہیں:

فَوَيْلٌ لِلَّذِينَ يَكْتُبُونَ الْكِتَابَ بِأَيْدِيهِمْ ثُمَّ يَقُولُونَ هَذَا مِنْ عِنْدِ اللَّهِ لِيَشْتَرُوا بِهِ ثَمَنًا قَلِيلًا فَوَيْلٌ لَهُمْ مِمَّا كَتَبَتْ أَيْدِيهِمْ وَوَيْلٌ لَهُمْ مِمَّا يَكْسِبُونَ (سورة البقرة:79

پس ان لوگوں کے لئے بڑی ہلاکت ہے جو اپنے ہاتھوں سے کتاب لکھتے ہیں، پھر کہتے ہیں یہ اللہ کے پاس سے ہے، تاکہ اس کے ساتھ تھوڑی قیمت حاصل کریں، پس ان کے لئے بڑی ہلاکت اس کی وجہ سے ہے جو ان کے ہاتھوں نے لکھا اور ان کے لئے بڑی ہلاکت اس کی وجہ سے ہے جو وہ کماتے ہیں۔

افسوس کہ آج نبی کے منبر ومحراب کے وارث علماء میں بہت سارے یہی کام سرانجام دے رہے ہیں، محض مال کمانے کے لئے غلط مسائل بتاتے اور غلط فتوے دیتے ہیں۔

○بنی اسرائیل میں نسلی تعصب اس قدر ہے کہ انھوں نے دوسری اقوام کو دین کی دعوت دینے اور انھیں دین میں داخل کرنے کی بجائے دین کو نسلی بنالیا ہے کہ دین موسوی کو وہی مان سکتا ہے جو ہماری نسل سے ہوگا مزید وہ کہتے تھے کہ ہم اللہ کے محبوب لوگ ہیں، ہم جہنم میں نہیں جائیں گے:

وَقَالُوا لَنْ تَمَسَّنَا النَّارُ إِلَّا أَيَّامًا مَعْدُودَةً(سورة البقرة:80

اور کہتے ہیں ہمیں چند سوائے گنتی کے دنوں کے آگ نہیں چھوئے گی۔

چند دنوں سے مراد اتنے دن جتنے دن ان کے بڑوں نے بچھڑے کی پوجا کی تھی، ان کے اس دعوے کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

قُلْ أَتَّخَذْتُمْ عِنْدَ اللَّهِ عَهْدًا فَلَنْ يُخْلِفَ اللَّهُ عَهْدَهُ أَمْ تَقُولُونَ عَلَى اللَّهِ مَا لَا تَعْلَمُونَ بَلَى مَنْ

كَسَبَ سَيِّئَةً وَأَحَاطَتْ بِهِ خَطِيئَتُهُ فَأُولَئِكَ أَصْحَابُ النَّارِ هُمْ فِيهَا خَالِدُون(البقرة:80/81

آپ کہہ دیجئے! کیا تم نے اللہ کے پاس کوئی عہد لے رکھا ہے تو اللہ کبھی اپنے عہد کے خلاف نہیں کرے گا، یا تم اللہ پر وہ بات کہتے ہو جو تم نہیں جانتے۔

آج ہمارے معاشرے میں بھی ایسے لوگ ہیں جو کہتے ہیں کہ ہم اللہ تعالیٰ کی محبوب کی امت ہیں اللہ ہمیں کیسے جہنم میں ڈال دے گا، تو اللہ تعالیٰ نے ان آیات میں فرمایا کہ اللہ کے ہاں اصول چلتے ہیں کہ جو بھی شخص غلط کرے گا اسے ضرور سزا ملے گی اور جو نیکی کرے گا اسے ضرور اس کا اجر ملے گا، اسی طرح وہ سمجھتے تھے کہ ہم ضرور جنت میں جائیں گے بلکہ ہمارے علاوہ کوئی جنت میں جا ہی نہیں سکتا:

وَقَالُوا لَنْ يَدْخُلَ الْجَنَّةَ إِلَّا مَنْ كَانَ هُودًا أَوْ نَصَارَى تِلْكَ أَمَانِيُّهُمْ قُلْ هَاتُوا بُرْهَانَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ (سورة البقرة:111)

اور انھوں نے کہا جنت میں ہرگز داخل نہیں ہوں گے مگر جو یہودی ہوں گے یا نصاریٰ۔ یہ ان کی آرزوئیں ہی ہیں، کہہ دے لاؤ اپنی دلیل اگر تم سچے ہو۔

پھر فرمایا:

بَلَى مَنْ أَسْلَمَ وَجْهَهُ لِلَّهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ فَلَهُ أَجْرُهُ عِنْدَ رَبِّهِ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ(سورة البقرة:112

کیوں نہیں، جس نے اپنا چہرہ اللہ کے تابع کر دیا اور وہ نیکی کرنے والا ہو تو اس کے لیے اس کا اجر اس کے رب کے پاس ہے اور نہ ان پر کوئی خوف ہے اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔

اس نسلی تعصب کا شاخسانہ تھا کہ انھوں نے محمد ﷺ کو تمام تر نشانیاں دیکھ لینے باوجود تسلیم نہیں کیا کہ وہ ہماری نسل سے نہیں ہیں۔

○ آخر پر اللہ تعالیٰ نے سیدنا ابراہیم علیہ السلام اور سیدنا اسماعیل علیہ السلام کی خدمات کا تذکرہ کیا ہے، جن کی اولاد کو خلافت ارضی عطا کی گئی ہے پھر فرمایا محمد ﷺ کا پیغام کوئی نیا نہیں ہے بلکہ وہی ہے جس کی وصیت تمہارے باپ یعقوب علیہ السلام نے کی تھی:

وَوَصَّى بِهَا إِبْرَاهِيمُ بَنِيهِ وَيَعْقُوبُ يَا بَنِيَّ إِنَّ اللَّهَ اصْطَفَى لَكُمُ الدِّينَ فَلَا تَمُوتُنَّ إِلَّا وَأَنْتُمْ مُسْلِمُونَ أَمْ كُنْتُمْ شُهَدَاءَ إِذْ حَضَرَ يَعْقُوبَ الْمَوْتُ إِذْ قَالَ لِبَنِيهِ مَا تَعْبُدُونَ مِنْ بَعْدِي قَالُوا نَعْبُدُ إِلَهَكَ وَإِلَهَ آبَائِكَ إِبْرَاهِيمَ وَإِسْمَاعِيلَ وَإِسْحَاقَ إِلَهًا وَاحِدًا وَنَحْنُ لَهُ مُسْلِمُونَ (سورة البقرة :132/133

اوراسی کی وصیت ابراہیم نے اپنے بیٹوں کو کی اور یعقوب نے بھی۔اے میرے بیٹو! بے شک اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے دین چن لیا ہے،توتم ہرگز فوت نہ ہونا مگراس حال میں کہ تم فرمانبردار ہو۔یاتم موجود تھے جب یعقوب (علیہ السلام) کوموت پیش آئی،جب اس نے اپنے بیٹوں سے کہا میرے بعد کس چیز کی عبادت کرو گے؟ انہوں نے کہا ہم تیرے معبود اور تیرے باپ دادا ابراہیم (علیہ السلام)،اسماعیل (علیہ السلام) اور اسحاق (علیہ السلام) کے معبود کی عبادت کریں گے،جو ایک ہی معبود ہے اور ہم اسی کے لیے فرمانبردار ہیں۔

اس کا مطلب یہ ہے کہ دین کی اصل توحید ہے،ہمیں اپنی اولادوں کی دینی تربیت کرنی چاہئے،اورانھیں توحید پر قائم رہنے کی تلقین کرنی چاہئے۔آخرمیں فرمایا:

تِلْكَ أُمَّةٌ قَدْ خَلَتْ لَهَا مَا كَسَبَتْ وَلَكُمْ مَا كَسَبْتُمْ وَلَا تُسْأَلُونَ عَمَّا كَانُوا يَعْمَلُونَ(البقرة:134

یہ ایک امت تھی جو گزر چکی،اس کے لیے وہ ہے جو اس نے کمایا اور تمہارے لیے وہ جو تم نے کمایا اور تم سے اس بارے میں نہیں پوچھا جائے گا وہ کیا کرتے تھے۔

یعنی ہر شخص سے اس کے ذاتی اعمال کا حساب ہوگا،کوئی بھی شخص اس بنیاد پر نہیں چھوٹے گا کہ اس کا باپ بہت بڑا عالم یا ولی اللہ تھا۔چونکہ بنی اسرائیل نے دین اور اپنے بابا ابراہیم علیہ السلام کی روش کو چھوڑ دیا ہے لہٰذا انھیں منصب امامت سے معزول کیا جاتا ہے اور اب یہ منصب آل ابراہیم کی دوسری شاخ آل اسماعیل یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی امامت کے سپرد کیا جارہا ہے۔اب قیامت تک محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت،آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا دین اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت رہے گی،اب کوئی نیا نبی یا نئی امت نہیں آئے گی اگر کوئی گروہ دین کو چھوڑے گا تو اللہ تعالیٰ اس کہ جگہ دوسرا گروہ پیدا کردے گا جو دین کی خدمت کرے گا،مگر امت یہی رہے گی۔

❀❀❀❀❀❀

رائٹر

الشیخ عبدالرحمن عزیز

03084131740

ہمارے خطبات اوردروس حاصل کرنے کے لیے رابطہ کیجئے

حافظ زبیر بن خالد مرجالوی 03086222418

حافظ عثمان بن خالد مرجالوی 03036604440

حافظ طلحہ بن خالد مرجالوی 03086222416